کورس: اقبالیات 9437
سمسٹر :بہار2024ء
سطح :بی ایس
درجہ زیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں

1. علامہ اقبال نے تربیت خودی کے کتنے مراحل بیان کیے ہیں
؟
علامہ اقبال نے تربیت خودی کے تین مراحل بیان کیے ہیں:

اطاعت(Discipline)
خود اعتمادی(Self-Confidence)
نیابت الٰہی(Divine Vicegerency)

2. علامہ اقبال کے بیان کردہ خودی کے تیسرے مرحلے نیابت الہی سے کیا مراد ہے
؟
علامہ اقبال کے بیان کردہ خودی کے تیسرے مرحلے "نیابت الٰہی" سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت سے دنیا میں کام کرے۔ اس مرحلے میں انسان کی خودی اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ کے احکامات اور اس کی مرضی کے مطابق دنیا میں عدل و انصاف قائم کرتا ہے اور کائنات کی تخلیق کے مقصد کو پورا کرتا ہے
-
3. علامہ اقبال نے پیام مشرق کس جرمن شاعر کے دیوان کے جواب میں لکھی؟۔
علامہ اقبال نے پیام مشرق جرمن شاعر گوئٹے کے دیوان "دیوانِ مغربی" کے جواب میں لکھی
-
4. علامہ اقبال کی نظمیں "صبح", "توحید", اور "مرد مسلماں" ان کے کس شاعری مجموعے میں شامل ہیں؟
علامہ اقبال کی یہ نظمیں ان کے شاعری مجموعے "بانگ درا" میں شامل ہیں۔

5. علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کی وضاحت کے لیے کوئی سے دو شعر لکھیں

-1
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

2-
ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

6. علامہ اقبال کی غزل کی کوئی دو خصوصیات تحریر کریں؟

Geniusneshub.com

فلسفیانہ موضوعات: علامہ اقبال کی غزلیں فلسفیانہ اور فکری موضوعات پر مشتمل ہوتی ہیں جن میں خودی، روحانیت، اور مسلمانوں کی بیداری پر زور دیا گیا ہے۔
خوبصورتی اور روانی: ان کی غزلیں زبانی خوبصورتی اور شعری روانی کے ساتھ لکھی گئی ہیں، جو قاری کو جذب کرتی ہیں اور گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں

-

7. علامہ اقبال کے شاعری مجموعے "پیام مشرق" کے پہلے اور آخری حصے کا نام تحریر کریں؟
پہلا حصہ: "مئے بقا"
آخری حصہ: "گلشن راز جدید"

8. علامہ اقبال کسے اپنا روحانی مرشد مانتے تھے؟
علامہ اقبال مولانا جلال الدین رومی کو اپنا روحانی مرشد مانتے تھے۔

9. علامہ اقبال نے 1910 میں جو ڈائری لکھنی شروع کی وہ کس کے نام سے شائع ہوئی؟
علامہ اقبال کی وہ ڈائری "Stray Reflections" کے نام سے شائع ہوئی۔

10. شعر مکمل کریں "پرے ہیں چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی"
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

سوال نمبر دو مندرجہ زیل عنوانات میں کسی دو پر نوٹ لکھیں
1- نظم "صبح" کا تعارف
2- "ارمغان حجاز" کا تعارف
3- اقبال کا فلسفہ عقل و عشق

1-
ارمغان حجاز کا تعارف

"ارمغان حجاز" علامہ محمد اقبال کی آخری شعری تصنیف ہے جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ یہ مجموعہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ فارسی میں نظموں اور دوسرا حصہ اردو میں اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ اقبال کے آخری خیالات اور ان کے فکر کا نچوڑ پیش کرتی ہے۔

موضوعات:
ارمغان حجاز میں اقبال نے اسلامی فلسفے، روحانیت، اور مغربی تہذیب پر تنقید جیسے موضوعات کو شامل کیا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے اندر خودی اور خوداعتمادی کو اجاگر کیا ہے۔

نظموں کی اہمیت:
فارسی نظموں میں اقبال نے مشرقی اور اسلامی تہذیب کی عظمت کو بیان کیا ہے اور مسلمانوں کو مغربی ثقافت کی تقلید سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اردو اشعار میں اقبال نے انقلابی خیالات کو بیان کیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے عروج و زوال کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

پیغام:
ارمغان حجاز میں اقبال کا پیغام مسلمانوں کے لیے واضح ہے کہ وہ اپنے ماضی کی عظمت کو پہچانیں اور

Geniusnesthub.com

اپنی خودی کو پہچان کر آگے بڑھیں۔ اس کتاب میں ان کی فلسفیانہ اور شعری دونوں طرح کی بصیرت نظر آتی ہے

2-

نظم "صبح" کا تعارف

علامہ اقبال کی نظم "صبح" ایک ایسی تخلیق ہے جو انسان کو نوید صبح کا پیغام دیتی ہے۔ اس نظم میں اقبال نے صبح کی خوبصورتی، تازگی، اور نئی امیدوں کی بات کی ہے۔ صبح کا وقت نئی شروعات اور امیدوں کا وقت ہوتا ہے، جس میں فطرت بھی اپنی نئی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔

اس نظم میں اقبال نے صبح کی روشنی کو نئی زندگی اور تازگی کا استعارہ بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صبح کی روشنی ہر تاریکی کو دور کرکے ایک نئی زندگی کی نوید دیتی ہے۔ اقبال کے نزدیک، صبح صرف ایک وقت نہیں بلکہ ایک نئی زندگی کی علامت ہے جو انسان کو نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ دن کا آغاز کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اقبال نے اس نظم میں فطرت کی خوبصورتی کو بھی اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے پرندوں کے چہچہانے، درختوں کی سرسبزی، اور پھولوں کی خوشبو کو صبح کی خوبصورتی کا حصہ بنایا ہے۔ اس نظم کے ذریعے اقبال انسان کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہر صبح ایک نئی امید لے کر آتی ہے اور انسان کو ہر روز ایک نئی زندگی کی طرح جینا چاہیے

3--

اقبال کا فلسفہ عقل و عشق

علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفہ میں عقل اور عشق دو اہم ستون ہیں جو ان کی فکر اور خیالات کی بنیاد ہیں۔ اقبال نے ان دونوں کو مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے اور ان کے مابین تعلق کو بڑی خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے۔

عقل

اقبال کے نزدیک عقل انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے جو انسان کو سوچنے، سمجھنے، اور مسائل کا حل تلاش کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ عقل کی مدد سے انسان سائنس، فلسفہ، اور دیگر علمی میدانوں میں ترقی کرتا ہے۔ اقبال نے عقل کو حقیقت کی تلاش کا ذریعہ سمجھا ہے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

تاہم، اقبال نے عقل کی حدود کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے نزدیک عقل محض مادی دنیا کی تفہیم تک محدود ہے اور اس میں روحانی اور ماورائی حقیقتوں کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ عقل دنیاوی زندگی میں رہنمائی فراہم کرتی ہے لیکن روحانی بلندی اور حقیقی کامیابی کے لئے عشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

عشق

اقبال کے فلسفے میں عشق ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک عشق انسان کو خدا کی قربت، روحانی بلندی، اور حقیقی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔ عشق اقبال کے نزدیک ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو مادی دنیا کی قید سے آزاد کرکے ایک اعلیٰ روحانی مقام تک پہنچاتی ہے۔

اقبال کے ہاں عشق کا مطلب محض رومانی محبت نہیں بلکہ ایک وسیع تر مفہوم میں خدا کی محبت، انسانیت کی خدمت، اور خودی کی تکمیل ہے۔ عشق انسان کو خودی کی پہچان عطا کرتا ہے اور اسے اعلیٰ مقاصد کی طرف راغب کرتا ہے۔

عقل و عشق کا توازن

اقبال کے فلسفہ میں عقل اور عشق کا توازن بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک ایک متوازن زندگی کے لئے

Geniusesthub.com

دونوں کی ضرورت ہے۔ عقل انسان کو دنیاوی زندگی میں کامیابی کی راہ دکھاتی ہے جبکہ عشق اسے روحانی بلندی اور خدا کی قربت عطا کرتا ہے۔

اقبال نے بارہا اپنی شاعری میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ عقل اور عشق ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ ایک متوازن اور کامیاب زندگی کے لئے دونوں کا ساتھ ضروری ہے۔ عقل بغیر عشق کے خشک اور بے روح ہے جبکہ عشق بغیر عقل کے بے راہ روی کا شکار ہو سکتا ہے۔

نتیجہ

اقبال کا فلسفہ عقل و عشق انسان کو ایک متوازن، مکمل، اور بامقصد زندگی گزارنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ ان کے نزدیک دونوں کا ساتھ انسان کو مادی اور روحانی دونوں جہانوں میں کامیابی عطا کرتا ہے۔ اقبال کی تعلیمات میں عقل و عشق کا فلسفہ ایک اہم مقام رکھتا ہے اور ان کی شاعری اور فلسفیانہ خیالات کا بنیادی محور ہے

-

سوال نمبر 3

"بال جبریل" میں شامل دوسری غزل" اگر گنج روہیں انجم اسمان تیرا ہے یا میرا" کی تشریح و تو ضیح کریں

غزل: اگر گنج راہیں انجم آسمان تیرا ہے یا میرا

اشعار کی تشریح

اگر گنج راہیں انجم آسمان تیرا ہے یا میرا
مگر تجھ سے کچھ نہیں ہوتا یہ جہاں تیرا ہے یا میرا

اقبال اس شعر میں آسمان کے ستاروں کا ذکر کرتے ہوئے سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ آسمان اور اس کے ستارے کس کے ہیں؟ یہ ایک علامتی سوال ہے جو انسان کی حیثیت اور مقام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آسمان کی وسعت اور ستاروں کی روشنیاں انسان کے لئے ایک معمہ ہیں، لیکن اقبال یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ دنیا کس کی ہے؟ اس سوال کے ذریعے وہ انسان کو خودی کی پہچان اور اپنی قوت کو سمجھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اگر گنج راہیں انجم آسمان تیرا ہے یا میرا
مگر تجھ سے کچھ نہیں ہوتا یہ جہاں تیرا ہے یا میرا

یہاں اقبال انسان کو چیلنج کر رہے ہیں کہ اگرچہ یہ آسمان اور ستارے انسان کی قدرتی میراث ہیں، لیکن اس سے انسان کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی حقیقت اور خودی کو نہیں پہچانتا۔ اقبال انسان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حقیقت میں انسان کو اپنی خودی کی پہچان کرنی چاہئے اور اپنی زندگی میں ایک مقصد کے تحت عمل کرنا چاہئے۔

اگر زور و زر کے بت پوجتے ہیں ہند و سقلہ
تمام بتوں سے یہ بت برا ہے خدا تیرا ہے یا میرا

اس شعر میں اقبال زور و زر یعنی طاقت اور دولت کی پوجا کرنے والوں کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بت یعنی طاقت اور دولت کی پوجا سب سے بدتر ہے کیونکہ یہ انسان کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔ اقبال کے نزدیک حقیقی خدا کی پہچان اور عبادت انسان کو اس مادی دنیا کی قید سے آزاد کر سکتی ہے۔

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غم و حرماں سے بے گانے کیسے ہیں

Geniusnesthub.com

اقبال یہاں اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ کیسے کچھ لوگ پری چہرہ یعنی خوبصورت ہیں، لیکن غم اور حرماں سے بے گانہ ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی خوبصورتی وہی ہے جو انسان کے اندرونی خوبصورتی یعنی اس کے دل اور روح کی خوبصورتی سے عیاں ہوتی ہے۔

تجھے اگر کوئی عشق ہے تو تجھے بھی دردر ملے گا
خود کو سمجھنے والا ہی سرخرو ہوتا ہے

اقبال یہاں عشق کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی عشق انسان کو دردر یعنی درد اور تکلیف سے گزارتا ہے، لیکن یہی عشق انسان کو سرخرو یعنی کامیاب اور عزت دار بناتا ہے۔ اقبال کے نزدیک عشق انسان کو اپنی حقیقت اور خودی کی پہچان کراتا ہے۔

نتیجہ
اس غزل میں اقبال نے انسان کو خودی کی پہچان، عشق کی اہمیت، اور مادی دنیا کی فانی حقیقت کو سمجھنے کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے زور و زر کی پوجا کرنے والوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے انسان کو حقیقی خدا کی عبادت اور اپنی روحانی ترقی کی طرف راغب کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک انسان کو اپنی زندگی میں ایک مقصد کے تحت عمل کرنا چاہئے اور اپنی خودی کی پہچان کرنی چاہئے تاکہ وہ حقیقی کامیابی اور سکون حاصل کر سکے۔

سوال نمبر 4
علامہ اقبال کا تصور مرد مومن تفصیل سے لکھی
علامہ اقبال کا تصور مرد مومن
علامہ اقبال کا تصور مرد مومن ان کے فلسفے اور شاعری میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ مرد مومن کا تصور اقبال کے نزدیک ایک ایسا انسان ہے جو اسلامی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو، خودی کی معرفت رکھتا ہو، اور دنیا میں ایک مثالی انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہو۔

مرد مومن کی خصوصیات
اقبال کی شاعری اور نثر میں مرد مومن کی خصوصیات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان خصوصیات میں درج ذیل نکات شامل ہیں:

خودی کی پہچان

مرد مومن اپنی خودی یعنی اپنی ذات کی پہچان رکھتا ہے۔ وہ اپنے اندرونی قوتوں اور صلاحیتوں کو جانتا ہے اور انہیں بروئے کار لاتا ہے۔
ایمان کی مضبوطی

مرد مومن کا ایمان پختہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتا ہے اور اس کے احکامات پر دل و جان سے عمل کرتا ہے۔
عشق الٰہی

مرد مومن کے دل میں اللہ کی محبت اور عشق ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہر سوچ اور عمل میں اللہ کی رضا کو مد نظر رکھتا ہے۔
عملی جدوجہد

مرد مومن عملی زندگی میں جدوجہد کرتا ہے۔ وہ محنتی ہوتا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مستقل مزاجی سے کام کرتا ہے۔
جرأت و بہادری

Geniusnesthub.com

مرد مومن بے خوف اور بہادر ہوتا ہے۔ وہ حق کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔
خدمت خلق

مرد مومن انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے رحمت اور شفقت کا مظہر ہوتا ہے۔
مرد مومن کی عملی زندگی
اقبال کے نزدیک مرد مومن کی زندگی کا ہر لمحہ بامقصد اور بامعنی ہوتا ہے۔ وہ اپنے معاشرے کی اصلاح اور ترقی کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ اقبال کی نظم "مسجد قرطبہ" میں مرد مومن کی عملی زندگی کی ایک خوبصورت تصویر کھینچی گئی ہے:

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے ساقی

وہی دیرینہ بیمار وادی و بری زہے ساقی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

مرد مومن کی عملی زندگی میں نہ صرف عبادت اور ذکر الٰہی شامل ہے بلکہ وہ دنیاوی معاملات میں بھی بھرپور حصہ لیتا ہے۔ وہ اپنے معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی میدانوں میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

مرد مومن اور موجودہ دور
اقبال کا تصور مرد مومن آج کے دور میں بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ موجودہ معاشرتی اور عالمی چیلنجوں کے دوران، مرد مومن کی خصوصیات اور ان کی عملی زندگی کی روشنی میں ہم اپنے معاشرے کی اصلاح اور ترقی کے لئے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اقبال کا مرد مومن ایک ایسا مثالی انسان ہے جو اپنی ذات کی پہچان، مضبوط ایمان، عشق الٰہی، عملی جدوجہد، جرأت و بہادری، اور خدمت خلق کے ذریعے نہ صرف اپنی بلکہ پوری انسانیت کی بہتری کے لئے کام کرتا ہے۔

نتیجہ
اقبال کا تصور مرد مومن ایک مکمل اور مثالی انسان کی تصویر پیش کرتا ہے۔ مرد مومن کے ذریعے اقبال نے ہمیں ایک ایسی زندگی گزارنے کی ترغیب دی ہے جو اللہ کی رضا، خودی کی پہچان، اور انسانیت کی خدمت پر مبنی ہو۔ مرد مومن کی یہ خصوصیات اور عملی زندگی ہمارے لئے ایک رہنمائی کا ذریعہ ہیں، جنہیں اپنا کر ہم اپنی اور اپنے معاشرے کی اصلاح اور ترقی کر سکتے ہیں

-
سوال نمبر 5
علامہ اقبال کے شاعری مجموعے ارمغان حجاز میں شامل نظم ابلیس کی مجلس شوری کا فکری وفنی جائزہ لیں؟
جواب
علامہ اقبال کی نظم "ابلیس کی مجلس شوری" کا فکری و فنی جائزہ
"ارمغان حجاز" میں شامل علامہ اقبال کی نظم "ابلیس کی مجلس شوری" ایک بہت ہی اہم اور فکر انگیز نظم ہے جو اقبال کے فلسفہ، ان کے خیالات اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ یعنی اس کے مشاورتی اجلاس کی صورت میں پیش کی گئی ہے، جس میں ابلیس اور اس کے مشیران انسانیت کے خلاف منصوبے بناتے ہیں۔

فکری جائزہ
انسانی معاشرتی حالت کی تنقید

Geniusneshub.com

اقبال اس نظم میں موجودہ انسانی معاشرتی حالت کی شدید تنقید کرتے ہیں۔ وہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح ابلیس اور اس کے مشیر انسانیت کو گمراہ کرنے اور ان کے ایمان کو کمزور کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔

مادیت پرستی اور دین کی دوری

ابلیس کے مشیران کی گفتگو میں اقبال نے مادیت پرستی اور دین سے دوری کی نشاندہی کی ہے۔ وہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح انسان دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر مادیت کی طرف مائل ہو رہا ہے۔

اقبال کا فلسفہ خودی

اقبال نے اس نظم میں اپنے فلسفہ خودی کو بھی شامل کیا ہے۔ وہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح ابلیس انسان کی خودی کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ انسان اپنی حقیقی طاقت اور صلاحیتوں سے محروم ہو جائے۔

مغربی تہذیب کی تنقید

اقبال مغربی تہذیب کی بھی تنقید کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کس طرح مغرب کی مادی ترقی اور اخلاقی زوال انسانیت کے لئے نقصان دہ ہیں۔

فنی جائزہ

تمثیلی انداز

اقبال نے اس نظم کو تمثیلی انداز میں لکھا ہے۔ ابلیس اور اس کے مشیران کی گفتگو کے ذریعے انہوں نے مختلف فلسفیانہ اور معاشرتی مسائل کی نشاندہی کی ہے۔

زبان اور انداز بیان

اقبال نے اس نظم میں بلیغ اور پُراثر زبان استعمال کی ہے۔ ان کے الفاظ اور جملے قارئین کے دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

مکالماتی انداز

نظم میں مکالماتی انداز اپنایا گیا ہے، جس میں ابلیس اور اس کے مشیران کی گفتگو کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ انداز نظم کو مزید دلچسپ اور پراثر بناتا ہے۔

تنقیدی اور سوالیہ انداز

اقبال نے تنقیدی اور سوالیہ انداز اپنایا ہے۔ وہ سوالات اٹھاتے ہیں اور ان کے ذریعے قارئین کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔

علامتی استعمال

اقبال نے ابلیس اور اس کے مشیران کو علامتی طور پر استعمال کیا ہے تاکہ وہ انسانی معاشرتی حالت اور اس کے مسائل کو بہتر طور پر بیان کر سکیں۔

تفصیلی تجزیہ

ابلیس کی مجلس شوری

نظم میں ابلیس اپنے مشیروں سے مشورہ کر رہا ہے کہ انسانیت کو کس طرح گمراہ کیا جائے۔ اس کے مشیر مختلف تجاویز دیتے ہیں، جن میں دین کی ترویج کو کمزور کرنا، مادیت پرستی کو فروغ دینا، اور خودی کو ختم کرنا شامل ہیں۔

مشیر اول کی گفتگو

مشیر اول کہتا ہے کہ ہمیں انسانوں کو مادی لذتوں میں مبتلا کرنا چاہئے تاکہ وہ دین سے دور ہو جائیں۔ وہ مادیت پرستی کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔

مشیر دوم کی گفتگو

Geniusnesthub.com

مشیر دوم کہتا ہے کہ ہمیں مغربی تہذیب کو فروغ دینا چاہئے تاکہ انسانیت اپنی اصل سے دور ہو جائے۔ وہ مغربی تہذیب کی مادی ترقی اور اخلاقی زوال کی بات کرتا ہے۔

ابلیس کی رائے

ابلیس دونوں مشیروں کی بات سنتا ہے اور آخر میں کہتا ہے کہ ہمیں انسان کی خودی کو ختم کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنی طاقت اور صلاحیتوں سے محروم ہو جائیں۔

نتیجہ

اقبال کی نظم "ابلیس کی مجلس شوری" ایک فکر انگیز اور معیاری تخلیق ہے جو انسانی معاشرتی حالت، مادیت پرستی، مغربی تہذیب، اور خودی کے فلسفہ جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس نظم میں اقبال نے اپنے فلسفہ اور خیالات کو بڑی خوبصورتی اور فنی مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ نظم کی تمثیلی انداز، مکالماتی اسلوب، اور بلیغ زبان قارئین کے دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالتی ہے اور انہیں سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔

Geniusnesthub.com